رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۸۳۵

اِنَّ الفضلَ بیدِ اللہِ یُؤتیہِ مَن یشاءُ ۔ عسیٰ اَن یَبعثکَ ربُّکَ مقاماً محموداً

تار کا پتہ الفضل قادیان

روزنامہ

الفضل قادیان

THE DAILY

ALFAZL, QADIAN

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت دو پیسے

جلد ۲۳ | ۱۶ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ | یوم پنجشنبہ | مطابق ۱۹ ستمبر ۱۹۳۵ء | نمبر ۶۶

احرار کو یوم شمشیر کی چالبازی میں شرمناک ناکامی

احرار نے کسی طرح یہ پتہ لگا کر کہ حکومت پنجاب سارے پنجاب میں تلوار رکھنے کی عام اجازت دینے والی ہے۔ اور اسے ایکٹ اسلحہ سے مستثنٰے کرنے والی ہے۔ اپنے نزدیک ایک اہم کارنامہ سرانجام دینے کی داغ بیل ڈال دی۔ اور اعلان پر اعلان کرنے شروع کر دیئے۔ کہ "۱۳ ستمبر کو بروز جمعہ طول وعرض ہند میں جلسے منعقد کرکے یوم شمشیر منایا جائے اور ان جلسوں میں یہ قرارداد منظور کرکے حکومت کو ارسال کی جائے۔ کہ پنجاب کے جن اضلاع میں تلوار پر پابندی قائم ہے۔ وہ پابندی فوراً دُور کر دی جائے۔ اور مسلمانوں کو بلا لائسنس تلوار رکھنے کی اجازت دی جائے"۔

اس کے علاوہ "یوم شمشیر" کی اہمیت جتانے کے لئے چودھری افضل حق نے بذاتِ خود خامہ فرسائی شروع کر دی۔ اور "حکومت پر دباؤ ڈالنے" کی ضرورت بایں الفاظ بیان کی۔ کہ "سٹرڈونٹ چیف سکرٹری گورنمنٹ پنجاب نے ۱۹۲۶ء میں اپنی تقریر میں کہا۔ کہ تلوار کو آزاد کرنے کا تمہارا (افضل حق کا) ہی مطالبہ ہے۔ تمہاری قوم تو اس بارے میں خاموش ہے۔ امید ہے کہ یہ مظاہرہ قومی عزم کو بھی ظاہر کر دے گا۔ حکومت کے ارکان کو یہ موقعہ نہ ہوگا۔ کہ یہ کہہ سکیں۔ پنجاب کے لوگوں میں تلوار کو آزاد کرنے کی کوئی خواہش نہیں"۔

اس ساری تگ و دو سے غرض یہ تھی۔ کہ جب حکومت تلوار کو سارے پنجاب کے لئے ایکٹ اسلحہ سے مستثنٰے قرار دیدے۔ تو احرار مسلمانوں پر یہ ظاہر کر سکیں۔ کہ وہ اب بھی حکومت پر دباؤ ڈالنے کا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہیں جانے دیتے اور ان کا دباؤ بھی اتنا موثر اور اتنا وزنی ہے کہ حکومت اس سے قطعاً سرتابی نہیں کر سکتی۔ بلکہ جو کچھ وہ مطالبہ کریں۔ اسے فوراً تسلیم کرنے کے لئے مجبور ہو جاتی ہے۔ نیز یوم شمشیر کے نام سے ایک آدھ جگہ جلسے کرا کر وہ کہہ سکیں گے کہ قوم اب بھی ان کے ساتھ ہے۔ اور جو تحریک وہ کریں۔ اس پر فوراً لبیک کہنے کے لئے تیار ہے۔

کوئی تعجب کی بات نہ ہوتی۔ اگر احرار کو اس فریب کاری کا موقعہ مل جاتا۔ اور وہ اکیلا پھر از دست رفتہ وقار کی بحالی کے لئے ہاتھ پاؤں مار سکتے۔ لیکن حکومت پنجاب کو اپنے مصالح کے ماتحت احرار کی امید اور خواہش کے خلاف تلوار کو ایکٹ اسلحہ سے مستثنٰے قرار دینے کا اعلان احرار کے مقرر کردہ "یوم شمشیر" سے قبل ہی کر دینا پڑا۔ چنانچہ اس نے ۱۱ ستمبر کو یہ اعلان عام کر دیا۔ کہ پنجاب کے جن اضلاع میں تلوار رکھنے کی عام اجازت نہ تھی۔ اب ان میں تلوار پر سے تمام پابندیاں ہٹالی گئی ہیں۔ اس طرح احرار کے تمام کئے کرائے پر پانی پھر گیا۔ اور انہوں نے مسلمانوں کو اپنے رعب میں لانے کے لئے جو جال تانا تھا۔ وہ ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو گیا۔

ممکن ہے کہ احرار اب بھی یہ کہیں۔ کہ حکومت نے پنجاب کے تمام اضلاع میں تلوار رکھنے کی عام اجازت دینے کے متعلق اعلان کیا ہے۔ وہ اسی دباؤ کا نتیجہ ہے۔ جو احرار حکومت پر ڈالنا چاہتے تھے۔ اور حکومت نے ان کے "یوم شمشیر" کے مظاہروں کے منصۂ شہود پر آنے سے قبل ہی ان کے آگے سر تسلیم خم کر دیا۔ لیکن حکومت کے اعلان نے احرار کے لئے اس قسم کا ادعا کرنے کی بھی قطعاً گنجائش باقی نہیں رہنے دی۔ چنانچہ اس میں مذکور ہے۔ کہ "چند سال پیشتر عدالت عالیہ نے فیصلہ کیا تھا۔ کہ جب تلوار کسی سکھ کے قبضہ میں ہوتی ہے۔ تو وہ کرپان بن جاتی ہے اور اس طرح سکھ قوم تلوار کی آزادی سے فائدہ اٹھاتی ہے۔ حالانکہ متذکرہ چھ اضلاع (فیروزپور لاہور۔ امرتسر۔ کرنال۔ راولپنڈی اور ملتان) میں بسنے والی دوسری اقوام اس سے محروم ہیں۔ حکومت پنجاب نے حکومت ہند سے سفارش کی کہ وہ اس پابندی کو دور کرنے کی اجازت دے جسے حکومت ہند نے شیڈول ۲ قانون اسلحہ میں ترمیم کرکے منظور کر لیا ہے۔ ان اضلاع میں آئندہ تلوار پر سے تمام پابندیاں ہٹالی گئی ہیں"۔

اس سے ظاہر ہے۔ کہ حکومت پنجاب احرار کے یوم شمشیر منانے کی تحریک سے بہت عرصہ قبل یہ کوشش کر رہی تھی۔ کہ حکومت ہند سے تمام اضلاع میں تلوار کو ایکٹ اسلحہ سے "مستثنٰے" کرانے کی منظوری حاصل کرے۔ اور اب اس نے یوم شمشیر سے قبل ہی اس کے متعلق اعلان کرکے احرار کو اس قسم کا ادعا کرنے سے محروم کر دیا۔ کہ یہ ان کی جد و جہد کا نتیجہ ہے۔

یہ سطور لکھی جا چکی تھیں۔ کہ احرار کا ترجمان "مجاہد" ۱۳ ستمبر موصول ہوا جس میں حکومت کا مذکورہ بالا اعلان "شمشیر ایجی ٹیشن کے محرک اول چودھری افضل حق زندہ باد" کے عنوان سے درج کیا گیا ہے۔ اور اس کی تشریح و تفصیل غالباً آئندہ پر ملتوی رکھی گئی ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ ان لوگوں کی عقل و سمجھ اور شرم و حیا پر زنگ کر اڑ چکی ہے ورنہ حکومت کے اعلان اور شمشیر ایجی ٹیشن کا آپس میں کیا تعلق۔ اور صرف ایک آدھ بار "یوم شمشیر" کا اعلان محض ہوا میں کر دینے کو کون ہوشمند ایجی ٹیشن کہہ سکتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یوم شمشیر کے اعلان سے احرار کس قسم کی توقعات رکھتے تھے۔ اور اگر حکومت کا یہ اعلان ایک آدھ دن بعد ہوتا جبکہ احرار کے یوم شمشیر کی تاریخ ۱۳ ستمبر گزر چکی ہوتی۔ تو پھر وہ کس قدر اچھلتے کودتے۔ اور مسلمانوں پر رعب جمانے کے لئے کیا کیا ڈھنگ اختیار کرتے۔

حقیقت یہ ہے۔ کہ احرار نے یوم شمشیر کی آڑ میں جو منصوبہ گانٹھا تھا۔ اور اس طرح مسلمانوں میں وقار حاصل کرنے کے لئے جو چال چلی تھی۔ خدا تعالیٰ نے اس میں انہیں کلیتہً نامراد رکھا۔ اور انہیں شرمناک ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا ہے اب ان کا یہ دعوےٰ کرنا کہ حکومت نے ان کی ایجی ٹیشن سے دب کر تلوار کی آزادی کا اعلان کیا ہے۔ ایسی بے ہودگی ہے جسے کوئی ہوشمند ایک لمحہ کے لئے برداشت نہیں کر سکتا۔

سشن جج گورداسپور کے فیصلہ کے خلاف ہائیکورٹ میں نگرانی

ہائیکورٹ نے فریق ثانی کے نام نوٹس جاری کر دیا

لاہور ۱۳ ستمبر۔ جناب شیخ بشیر احمد صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل بی ایڈووکیٹ نے بذریعہ تار اطلاع دی ہے کہ آج مسٹر جسٹس کری کی عدالت میں سشن جج گورداسپور کے فیصلہ کے خلاف درخواست کی ابتدائی سماعت ہوئی۔ اور ہز لارڈ شپ نے فریق ثانی کے نام نوٹس جاری کر دیا۔

مسٹر مظہر علی اظہر نے چیلنج مباہلہ کا کیا جواب دیا

قادیان ۱۳ ستمبر۔ کئی دنوں سے مسٹر مظہر علی اظہر کے جس لیکچر کا اعلان احرار کے اخبار "مجاہد" میں ہو رہا تھا۔ اور جس میں شریک ہونے کے لئے دور دور سے لوگوں کو شریک ہونے کے لئے بلایا جا رہا تھا۔ وہ آج ہندوؤں کی ایک باغیچی میں ہوا۔ لیکچر سے قبل جماعت احمدیہ کے خلاف اشتعال انگیز اور گندی نظمیں پڑھی گئیں۔ مسٹر مظہر علی کی مفصل تقریر اگر ضرورت سمجھی گئی۔ تو بعد میں شائع کر دی جائے گی۔ فی الحال ان کی تقریر کا وہ حصہ پیش کیا جاتا ہے۔ جس میں انہوں نے بزعم خود چیلنج کا جواب دیا۔

اظہر صاحب نے کہا۔

احرار کو جو چیلنج دیا گیا ہے۔ وہ قرآن کے مطابق نہیں۔ قرآن میں پانچسو یا ہزار آدمی ساتھ لے کر آنے کا کہیں ذکر نہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے مسیحیوں کو دعوت مباہلہ دیتے ہوئے یہ کہا تھا۔ کہ تم بھی اپنے بیٹوں اور عورتوں کو لاؤ۔ ہم بھی لاتے ہیں۔ تم بھی اپنے نفسوں کو لاؤ۔ ہم بھی لاتے ہیں۔ اسی طرح ہم اپنے آپ اور اپنے بیٹوں۔ بیویوں کو لا سکتے ہیں (گویا آٹھ کروڑ مسلمانان ہند کے نمائندے مباہلہ کے لئے پانچ سو افراد بھی اپنے ساتھ نہیں لا سکتے۔)

پھر کہا میں علی الاعلان کہتا ہوں۔ کہ مرزا غلام احمد نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کی ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین کی ہے۔ قرآن کریم کی توہین کی ہے خدا تعالیٰ کی توہین کی ہے۔ اس لئے ہم ان تمام باتوں پر مباہلہ کرنے کے لئے تیار ہیں۔ مگر شرط یہ ہے۔ کہ مباہلہ قادیان میں ہو۔ اور سنت کے مطابق ہو۔ اور گورداسپور یا لاہور وغیرہ میں مباہلہ کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ مرزا صاحب خود مباہلہ کریں۔ مجھے ان کی تقریر میں کہیں یہ نظر نہیں آیا۔ کہ وہ خود مباہلہ کرنے کے لئے تیار ہیں۔

مسجد شہید گنج کا ذکر کرتے ہوئے کہا۔

یہ معاملہ بھی مرزائیوں کا ہی کھڑا کیا ہوا ہے۔ یہ انہی کی سازش تھی۔ کہ ایک طرف تو مسجد گرائی جائے۔ اور دوسری طرف مسجد کی واگذاری کا مطالبہ کیا جائے۔ ہمیں تو سکھوں تک انگریزوں نے پہونچنے ہی نہیں دیا۔ اور ہم یہ بھی نہیں چاہتے تھے۔ کہ ہمارے ذریعے سے مسلمانوں کا خون بہے۔ یہ قضیہ عوام کو احرار کے خلاف کھڑا کرنے کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔

تقریر کے دلچسپ اور مؤثر ہونے کا کھلا ہوا ثبوت یہ تھا۔ کہ لوگ دوران تقریر میں اٹھ اٹھ کر چلے گئے۔ اور آخر میں ابتداء کی نسبت صرف پانچواں حصہ رہ گئے۔ جب ان میں بھی بے دلی محسوس کی گئی۔ تب تقریر ختم کر دی گئی۔

خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ کی روز افزوں ترقی

۱۰ ستمبر سے ۱۲ ستمبر ۱۹۳۵ء تک بیعت کرنیوالوں کے نام

ذیل کے اصحاب بذریعہ خطوط حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالے کے ہاتھ پر بیعت کر کے داخل احمدیت ہوئے۔

1	Mr Hampton Jeingin Galesburg (U.S.A.)
2	Mr Samuel Broida Chicago "
3	Mr Garfield Perkins " "
4	Miss Earnest Annie Herring " "
5	Mrs Washington Chicago "
6	Miss Lidia Jernigan Galesburg "
7	Miss Rosa Porter Chicago "
8	Miss Louise Halsel Cleveland Ohio "
9	Mr Samuel Mathias Dayton " "
10	Miss Fannil Mae Handerson " " "
11	Mr Janro Sullivan Baijles Kans City M.O. "
12	Mr Charles Amos Baijles " " "
13	Mr Sullivan Bayes " " "
14	Mr Semy Helsold Clveland, Ohio "

نظر بند مسلمان لیڈروں کے متعلق جدوجہد

حکومت پنجاب کے احکام کی تنسیخ کے لئے ہائیکورٹ میں نگرانی کی درخواست

لاہور ۱۲ ستمبر ۱۹۳۵ء۔ مسلم نیوز ایجنسی لاہور کی طرف سے حسب ذیل تار بنام "الفضل" موصول ہوا ہے۔

ملک محمد اسلم خان صاحب بیرسٹر زیر دفعہ ۱۰۷ گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کے ہائیکورٹ پنجاب سے درخواست کر رہے ہیں۔ کہ وہ اپنے اختیارات کو کام میں لائے۔ اور ان احکام کو جو لوکل گورنمنٹ نے پنجاب کریمنل لاء امنڈمنٹ ایکٹ کی دفعہ ۳ کے ماتحت دیئے ہیں۔ اور جن کے رو سے مولانا ظفر علی صاحب۔ مولانا سید حبیب صاحب۔ مولانا اختر علی خانصاحب ملک لال دین صاحب قیصر۔ ملک لال خان صاحب۔ میاں فیروز الدین صاحب۔ مولوی شیر نواب صاحب قصوری۔ سید سرور شاہ صاحب گیلانی۔ پیر محمد دین صاحب اور سید غلام مصطفےٰ صاحب گیلانی کو مختلف مقامات پر نظر بند کیا گیا ہے۔ منسوخ کر دے۔ کیونکہ یہ احکام معقول بنیاد پر مبنی نہیں۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ تشریف نہ لائے

قادیان ۱۳ ستمبر۔ چونکہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز آج سفر سے واپس تشریف نہ لائے اس لئے خطبہ جمعہ حضرت مولوی شیر علی صاحب نے پڑھا۔

قابل توجہ سکرٹریان مال

سکرٹری صاحبان مال موصیوں کی رقوم بھیجتے ہوئے ان کی وصیت کا نمبر درج نہیں فرماتے۔ جس سے کام میں حرج ہوتا ہے۔ آئندہ مہربانی کر کے موصی کی رقوم بھیجتے ہوئے وصیت کا نمبر ضرور درج فرمایا کریں۔ سکرٹری مجلس کارپرداز مقبرہ بہشتی قادیان

چند اہم سوالات کے جواب

ملفوظات حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ

(۱) شیطان اور ابلیس کی حقیقت (۲) حضرت موسیٰؑ اور حضرت خضر کا واقعہ (۳) حضرت آدمؑ کی بعثت (۴) حضرت نوحؑ کی عمر (۵) دُنیا سے روح کا تعلق۔ (۶) وتر پڑھنے کا طریق

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت میں ایک صاحب نے چند اہم سوالات لکھ کر ارسال کئے۔ اور حضورؑ نے ان کے جواب لکھائے۔ جو افادہ عام کے لئے درج ذیل کئے جاتے ہیں:۔

سوال اوّل

شیطان کے متعلق ایک فریق کہتا ہے کہ شیطان انسانی وجود کے علاوہ کوئی دوسرا وجود نہیں۔ جو انسانوں کو بدی کی تحریک کرے یا گمراہ کر سکے۔ اور نہ وُہ شیطان یا ابلیس زندہ ہے جس کا ذکر قرآن کریم میں حضرت آدم علیہ السلام کے واقعہ کے ساتھ آتا ہے۔ اور کہتے ہیں کہ وُہ انسانی مخلوق سے کوئی علیحدہ ہستی نہ تھی۔ یعنی وُہ کھاتا پیتا ہوتا جاگتا تھا۔ اور حضرت آدم علیہ السلام کی آنکھوں سے پنہاں چیز نہ تھی جیسے آج کل کے اشد کفر اور معاند ہیں۔ وُہ بھی تھا۔ دوسرا فریق کہتا ہے۔ کہ وُہ انسانی وجود سے کوئی علیحدہ ہستی ہے۔ جو ملائکہ کے بالمقابل انسانوں کو بُرائی کی تحریک کرتی ہے مگر عباد اللہ پر اس کا تسلط نہیں۔ اور وُہ ابلیس جس کا ذکر قرآن کریم میں حضرت آدم علیہ السلام کے مقابلہ پر آیا ہے۔ وہ اسی طرح زندہ ہے اور اس کا وجود انسان کی طرح لوازمات مثل خورد و نوش۔ نیند اور بیداری وغیرہ کا محتاج نہیں اور وُہ ملائکہ کی طرح انسانی آنکھوں سے اوجھل ہستی ہے۔ منکرین و مکفرین انبیاء فرعون ابوجہل۔ نمرود۔ شداد قوم عاد۔ ثمود وغیرہ اس کے بروز۔ مظہر اور ظل ہیں۔ جنہیں شیاطین کہا جاتا ہے ؛

نیز آپ یہ بھی فرمائیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رسالہ ضرورۃ الامام میں شیاطین کو ملکوت الارض میں سے فرمایا ہے اور کیا شیطان آسمان پر بھی چڑھ سکتا ہے۔ یا نہیں۔ قرآن کریم میں اس کے ساتھ جو کلام الٰہی ثابت ہے وہ اس کے ساتھ الہام یا وحی الٰہی کہلا سکتی ہے یا واقعات کا نقشہ خداوند کریم نے کھینچا ہے اور کیا اس کا اپنا ارادہ اور تصرف ہے۔ یا نہیں۔ مثلاً شیطانی الہام اگر خدا تعالیٰ نے خود انسانوں کے امتحان کے لئے اسے پیدا کیا ہے۔ تو کیا اس کا بھی حساب کتاب متعلقہ جنت دوزخ ہو گا۔ یا نہیں۔ اور کیا وجود شیطان کا ماننا بھی جزو ایمان ہے۔ بعض روایات سے ابلیس اور شیطان کا وجود ایک ہی ثابت ہوتا ہے۔ بعض سے علیحدہ علیحدہ۔ کیا ابلیس کے علاوہ اور چیزوں کو بھی شیطان یا شیاطین کہا جاتا ہے۔ اور شیاطین کے بچوں سے کیا مراد ہے۔ ہر انسان کے ساتھ جو شیطان (خارجی ہستی) بدی کا محرک بمقابل ملائکہ کے کہا جاتا ہے ایک ہی ہے۔ یا ہر انسان کے ساتھ علیحدہ علیحدہ ہیں۔ وُہ اصل کے تابع ہیں۔ یا اپنے نفسوں کو ہی کہا گیا ہے۔ اور جنات شیطان کو کہا گیا ہے یا انسانوں کو یا اور کسی مخلوق کو اور داعی الی الخیر اور داعی الی الشر (ملائک اور شیاطین) کو والقدر خیرہ وشرہ من اللہ تعالیٰ سے کیا کوئی تعلق ہے ؟

جواب

پہلا سوال شیطان کے متعلق ہے۔ اسے ایک سوال قرار دیا گیا ہے۔ مگر یہ بہت سے سوالات ہیں۔ اس کے الگ الگ حصوں کے جواب حضور علیحدہ علیحدہ اس طرح فرماتے ہیں۔

۱۔ شیطان کے معنے عربی زبان کے لحاظ سے حق سے دُور ہونے والے وجود کے ہیں۔ یا بدی میں ترقی کر جانے والے کے۔ اور ابلیس ایسے وجود کو کہتے ہیں۔ جو مایوس ہو جائے۔ میری تحقیق قرآن کریم سے یہی ہے۔ کہ شیطان اور ابلیس ایک ایسے وجود کا بھی نام ہے۔ جسے خدا تعالیٰ نے انسانوں کے امتحان کے لئے ملائکہ کے مقابل میں رکھا ہے اس شیطان کے لئے اسوقت تک۔ کہ اس کا کام پورا ہو۔ موت نہیں۔ جس طرح کہ ملائکہ کے لئے اس وقت تک کہ ان کا کام پورا ہو موت نہیں حضرت آدم علیہ السلام کے بالمقابل جو وجود کھڑا ہوا تھا۔ وُہ یہ شیطان بھی تھا اور اس کے اظلال بھی تھے۔ لیکن قصہ آدم علیہ السلام میں جو تفصیلات بیان کی گئی ہیں۔ ان کے دو حصے ہیں۔ ایک حصہ بدی کے محرک کی طرف اشارہ کرتا ہے اور ایک حصہ اسکے اظلال کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ پس حضرت آدم علیہ السلام کے وقت کا شیطان زندہ بھی ہے اور مر بھی چکا ہے۔ وُہ زندہ ہے ان معنوں میں کہ محرک بدی انسانی نسل کے اس دُنیا میں موجود رہنے تک قائم رکھا جائیگا۔ اور وُہ مردہ ہے ان معنوں سے۔ کہ اس کے وُہ اظلال جن کا قصہ حضرت آدم میں ذکر آتا ہے۔ وُہ اسی زمانہ میں فوت ہو چکے ہیں۔ وُہ شیطان جو محرک بدی ہے اس کے متعلق کسی ثواب اور عذاب کا سوال ہی پیدا ہی نہیں ہوتا۔ کیونکہ ایک آدمی کو قتل کرنے والا آدمی پھانسی پاتا ہے۔ لیکن بیسیوں آدمیوں کو جلا دینے والی بجلی تو کسی سزا کی مستحق نہیں ہوتی زلزلہ کا مادہ علاقوں کو اجاڑ دیتا ہے۔ اولوں کی بارش زمینداروں کو تباہ کر دیتی ہے۔ آندھیاں شہروں کو ویران کر دیتی ہیں۔ یہ دکھ دینے والی چیزیں ہیں۔ لیکن کسی شرعی الزام کے نیچے نہیں آتیں۔ یہ ترک شیطان اور ابلیس کا ٹھکانا جہنم ہے جس طرح فرشتوں کا ٹھکانا جنت ہے۔ لیکن نہ فرشتے جنت سے متلذذ ہو سکتے ہیں اور نہ شیطان جہنم سے متالم۔ شیطان ایک ناری وجود ہے کیا آگ کا انگارہ بھی بھٹی میں دکھ پا سکتا ہے اس کا تو مقام ہی وُہ ہے۔ پس شیطان کے دوزخ میں جانے کے معنے یہ نہیں۔ کہ اس کو سزا دیجائے گی۔ بلکہ وُہ جس جگہ کی چیز ہے۔ وہیں چلی جائے گی۔ ملائکہ اگر جنت میں جائیں گے تو وہ کسی انعام کے بدلے میں نہیں جائیں گے۔ اسی طرح شیطان بھی دوزخ میں کسی سزا کی وجہ سے نہیں جائیگا۔ ہاں جو اس کے اظلال ہیں۔ وُہ اپنے اپنے مراتب کے مطابق سزا پائیں گے اس لئے کہ وُہ ایسے کام کرتے ہیں۔ جن کے لئے ان کو پیدا نہیں کیا گیا۔ سزا ہمیشہ ان کاموں کی ملتی ہے جو خلاف قانون طبعی ہوتے ہیں۔ ان کو چونکہ خلقتاً نیکی کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ جیسے فرمایا۔ ماخلقت الجن والانس الا لیعبدون اس لئے جو شخص عبودیت کو ترک کرتا اور عبادت کو بھلا دیتا ہے۔ وُہ سزا کا مستحق ہوتا ہے۔ مگر محرک بدی تو پیدا ہی امتحان کے لئے کیا گیا ہے اسکو تو سزا تبھی مل سکتی ہے جب تحریک بدی میں سستی کرے۔ یہ سوال کیا جا سکتا ہے کہ پھر اس کو بُرا کیوں کہا جاتا ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ بُرا ہونا کسی چیز کا اَور شے ہے اور سزا کا مستحق ہونا اور شے۔ پاخانہ کو گھر سے اُٹھا کر کس لئے نہیں پھینکتے۔ کہ اس کو سزا دیتے ہیں۔ بلکہ اس لئے کہ اس کا رہنا ہماری صحت کے لئے مضر ہے۔ محرک بدی شیطان جو ہے۔ یہی حال اس کا بھی ہے۔ وُہ بیماری اور گند کا نمائندہ ہے اس لئے لازمی طور پر اسے بُرا کہا جائیگا لیکن باوجود اس کے کہ وُہ سزا کا مستحق نہیں ملامت کا مستحق نہیں۔ ہاں اس کے ماتحت کچھ اظلال ہیں جو انسانوں میں سے بھی ہیں۔ اور جنوں سے بھی ایسی بد ارواح جن کا مقصد پیدائش بدی کا نہیں۔ لیکن بدی کو پسند کر کے بدی کی محرک ہو جاتی ہیں۔ یا ایسے انسان جو بدی کے لئے پیدا نہیں کئے گئے بلکہ وُہ بدی کو پسند کر کے بدی کے محرک بن جاتے ہیں۔ یہ لوگ بھی اپنے اپنے درجہ کے مطابق شیطان اور ابلیس ہیں اور سزا کے مستحق ہیں ؛

ملکوت الارض سے مراد ایسی طاقتیں ہیں جو کہ انسان کو سفلی چیزوں کی طرف لے جاتی ہیں۔ اور ملکوت السماء سے مراد جو چیزیں انسان کو بلندیوں کی طرف لے جاتی ہیں۔ پس ملکوت الارض آسمان کی طرف جا سکتا ہے اور جاتا ہے۔ اور جس چیز کو خدا تعالیٰ نے انسانی ابتلاء کے لئے پیدا کیا ہے۔ وُہ بھی آسمان کی طرف جاتی ہے۔ اور جس کو خدا تعالیٰ نے روحانیات کے لئے پیدا کیا ہے اور وُہ بدی کی محرک ہو جاتی ہیں۔ وُہ بھی اگر توبہ کرے۔ یا سزا پالے۔ تو آسمان کی طرف جا سکتی ہیں۔ درحقیقت کوئی بھی ایسی چیز نہیں۔ جو کسی نہ کسی وقت جا کر ملکوت السماء میں داخل نہ ہو جائے۔ ہر چیز براہ راست یا بالواسطہ آخر ملکوت السماوات میں داخل ہو جائے گی ؛

وحی الٰہی دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک وہ جو ان وجودوں کی طرف نازل ہوتی ہے جنمیں انکار وقبول کی قابلیت ہے۔ اصل وحی یہی کہلاتی ہے۔ اور ایک وحی وہ ہوتی ہے۔ جو ان اشیاء کی طرف ہوتی ہے۔ جن کے اندر انکار وقبول دونوں کی نہیں۔ بلکہ صرف قبولیت ہی کی قابلیت ہوتی ہے۔ یہ وحی محسوسات کی قسم سے ہے۔ شیطان یا دوسری کسی چیز کو بھی خدا تعالےٰ کوئی حکم نازل کرے۔ تو وہ محسوسات کی قسم ہی سے ہوتا ہے۔ اور یہی وحی الٰہی اشیاء کی طرف نازل ہوتی ہے۔ جن کے اندر انکار وقبول دونوں مادے ہوں۔ اس شیطان کا اپنا ارادہ وتصرف کوئی نہیں۔ جس کو محرک بدی کے طور پر کہا جاتا ہے۔ وہ تو ایک طبعی قوت ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے۔ جیسے مقناطیس لوہا مقناطیس کو کھینچ لیتا ہے۔ اسی طرح بدی کی طرف جھکنے والے انسان اس وجود کو اپنی طرف کھینچ لیتے ہیں۔ پس اگر ہم قرآنی اصطلاحات کا صحیح ترجمہ کریں۔ تو ہم شیطان کو محرک بدی نہ کہیں گے۔ بلکہ انسان کے لئے موجب ابتلاء قرار دیں گے۔ اصل بدی انسان کے اندر پیدا ہوتی ہے۔ اور پھر اس بدی کی طاقت کے ذریعہ سے وہ ان اشیاء کو اپنے گرد جمع کر لیتا ہے۔ جو کہ بدی کی طاقت بڑھانے والی ہیں۔ جیسے مقناطیس لوہے کو اپنے گرد اکٹھا کر لیتی ہے۔

شیطانی الہام سے مراد اس شیطان کا الہام نہیں ہوتا جسے خدا تعالےٰ نے انسان کے لئے بطور ابتلاء بنایا ہے۔ بلکہ اس سے مراد یا تو ان ارواح خبیثہ کا القاء ہوتا ہے۔ جو شیطان کی اظلال ہوتی ہیں۔ یا شیطان سے اتحاد کے بعد قلب میں جو تغیر پیدا ہوتا ہے۔ اس کا نام شیطانی الہام ہے۔ جیسے ملائکہ سے تعلق کے بعد قلب میں جو تغیر پیدا ہوتا ہے۔ اس کو ملکی الہام یا لمۃ ملکی کہتے ہیں۔

ایک سوال یہ ہے کہ کیا وجود شیطان کا ماننا بھی جزو ایمان ہے۔ اگر اس سے مراد یہ ہے۔ کہ شیطان کے وجود پر ایمان لائے بغیر نجات ہوتی ہے یا نہیں۔ تو نہیں۔ اور اگر مراد یہ ہے۔ کہ انکار کرنے سے نقصان پہونچتا ہے یا نہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ ضرور۔ جس کو اس کا علم نہ ہو وہ اس سے بچ نہیں سکتا۔ بسا اوقات انسان گناہ کرتا ہے۔ اور خیال کرتا ہے۔ کہ میرے اس ایک فعل کا نتیجہ کس قدر خراب نکلیگا۔ اگر اس کو معلوم ہو۔ کہ اس کا گناہ گناہوں کے سمندر کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ اور لوہے کی طرح مقناطیس کو اپنے گرد جمع کئے ہوئے ہے۔ تو پھر وہ اپنی بدی کو ایک فعل نہیں قرار دے گا۔ بلکہ یہ محسوس کرے گا۔ کہ اس ایک فعل کے نتیجہ میں تاریکی کی ہزاروں طاقتیں اس کے گرد جمع ہو گئی ہیں۔ جس طرح نجاست پر مکھیاں جمع ہو جاتی ہیں۔ اور وہ خود بھی بیماریوں کے پھیلانے کا موجب ہوتی ہیں۔ اسی طرح شیطان اور اس کے اظلال جمع ہو جاتے ہیں۔ اور پھر وہ بدی کو ساری دنیا میں پھیلانے کا موجب ہوتے ہیں۔ پس اگر کوئی انسان شیطان اور اسکی حقیقت کو نہ سمجھتا ہو۔ تو پھر بدی اور اس کی اہمیت کو نہیں سمجھ سکتا۔

آپ کا ایک سوال یہ ہے۔ کہ ابلیس کے علاوہ بھی کسی چیز کو شیطان کہا جاتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ ہاں ارواح خبیثہ اور خبیث انسانوں کو بھی شیطان کہتے ہیں۔

ایک سوال آپ کا یہ ہے۔ کہ شیاطین کے بچوں سے کیا مراد ہے۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ بچوں سے مراد ایک تو شیطان کے اظلال ہیں۔ اور انسانوں سے جو شیاطین ہیں ان کے بچے سے مراد ان کے اپنے بچے ہیں۔ ہر انسان کے ساتھ جو شیطان بدی کا محرک ہوتا ہے۔ اس سے مراد وہ بدی کی قوت مجتمع ہے۔ جو آہستہ آہستہ انسان کے اندر جمع ہوتی چلی جاتی ہے۔ ہر بد اور نیک فعل ایک ذاتی نتیجہ پیدا کرتا ہے۔ اور ایک مجموعی نتیجہ پیدا کرتا ہے۔ ذاتی نتیجہ تو اس وقت ظاہر ہوتا ہے۔ لیکن مجموعی نتیجہ دوسرے افعال کے ساتھ مل کر اس وقت بھی اور بعد میں بھی مختلف نتائج پیدا کرتا چلا جاتا ہے۔ اور ہوتے ہوتے وہ ایک ایسی طاقت پکڑ لیتا ہے۔ کہ ہم اس کو ایک علیحدہ وجود کہہ سکتے ہیں۔ نیکیوں کی عادت جو طاقت انسان کے اندر پیدا کرتی ہے۔ وہ اس کا ذاتی فرشتہ ہے۔ اور بدیوں کی عادت جو انسان کے اندر طاقت پیدا کرتی ہے۔ وہ اس کا ذاتی شیطان ہے۔ فرشتہ اس کو نیکی کی تحریک کرتا چلا جاتا ہے اور شیطان اس کو بدی کی تحریک کرتا چلا جاتا ہے پہلی چوری دوسری چوری کے لئے انسان کو اتنا مجبور نہیں کرتی۔ بلکہ بسا اوقات اس کے دل میں ندامت پیدا کرتی ہے لیکن دس بیس چوریوں کے بعد وہی انسان دوسرے کا مال دیکھ کر اپنے نفس میں ایسی کشش محسوس کرتا ہے۔ کہ اسے اٹھائے بغیر اس سے رہا نہیں جاتا۔ پہلی نیکی دوسری نیکی کے لئے انسان کو اتنا مجبور نہیں کرتی لیکن دس بیس دفعہ وہی فعل کرنے کے بعد اسے نیکی سے اتنی محبت ہو جاتی ہے۔ کہ وہ اس نیکی کو ترک کرنے میں اپنی موت محسوس کرتا ہے۔ یہ میلان طبع خواہ نیکی کا ہو یا بدی کا۔ ملائکہ اور شیطان کے لئے ایک نقطۂ مرکزی ہو جاتے ہیں جہاں سے وہ انسان پر اپنا اثر ڈالتے رہتے ہیں اس کی تشریح رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے خوب ہوتی ہے کہ آپ نے فرمایا۔ میرے شیطان کو بھی اللہ تعالےٰ نے مسلمان کر دیا اس کے معنی یہی ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو شروع سے بدیوں سے بچایا۔ اور وہ طاقتیں جو آخر شیطان کے قبضہ میں آ جاتی ہیں۔ ان کو بھی اللہ تعالےٰ نے آپ کے وجود میں اس طرح ظاہر کیا۔ کہ وہ نیکی کی محرک ہو گئیں۔

اسلامی شریعت کی بناء ہی اس اصل پر ہے کہ وہ طاقتیں جنکو دنیا نے شیطانی قرار دیا تھا۔ ان کو ملکی بنا دیا جائے۔ لیکن یہ مضمون آپ کے سوال سے زائد ہے۔

آپ نے یہ بھی پوچھا ہے۔ کہ جن شیطانوں کو کہا گیا ہے۔ یا انسانوں کو۔ جواب یہ ہے۔ کہ قرآن کریم نے جن انسانوں کو بھی کہا۔ اور بعض ارواح کو بھی۔ ارواح کے لئے جب شیطان کا لفظ استعمال ہو۔ تو اس سے بُرے بھی قرار دیئے گئے ہیں۔ اور بھلے بھی۔

ایک سوال آپ کا یہ ہے۔ کہ داعی الی الخیر وداعی الی الشر کو والقدر خیرہ وشرہ سے کیا تعلق ہے۔ جواب یہ ہے۔ کہ اگر آپ کی مراد یہ ہے۔ کہ والقدر خیرہ وشرہ سے شیطان اور ملائکہ پر ایمان لانا ضروری قرار دیا ہے۔ تو یہ ایک تاویل بعیدہ ہو گی۔ لیکن اگر یہ مراد ہو۔ کہ قدر خیر ملائکہ کے ذریعہ سے ہوتی ہے۔ اور قدر شر شیطان کے ذریعہ سے ہوتی ہے۔ تو ان معنوں میں یہ بات درست ہے۔

دوسرا سوال اور اس کا جواب

دوسرا سوال آپ کا یہ ہے۔ کہ کیا حضرت موسےٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام والا واقعہ کشفی ہے۔ جواب یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کسی تحریر سے یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ آپ کے نزدیک قطعی طور پر وہ ایک ظاہری وجود ہے۔ میرے نزدیک آپ کی تحریرات کے یہ بھی معنے ہو سکتے ہیں۔ کہ وہ کشفی ہے۔ اور اسی وجہ سے میں اس واقعہ کو کشفی واقعہ سمجھتا ہوں۔

تیسرا سوال اور اس کا جواب

تیسرا سوال آپ کا یہ ہے۔ کہ کیا آدم علیہ السلام کسی اور مخلوق کی ہدایت کے لئے خلیفہ مقرر ہو کر آئے تھے۔ جواب یہ ہے آدم تو وہی ہیں جو آدم کی اولاد ہوں۔ مگر ایسی مخلوق ضرور موجود تھی۔ جو اپنے مبداء کے لحاظ سے آدم کے مشابہ تھی۔ حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالےٰ نے ان کی بہتری کے لئے بھی اور آئندہ نسلوں کی بہتری کے لئے بھی بھیجا۔ جو ان میں سے اس قابل تھے۔ کہ ترقیات سے فائدہ اٹھائیں وہ حضرت آدم علیہ السلام پر ایمان لا کر روحانی آدمی ہو گئے۔ اور جو اس قابل نہ تھے۔ وہ فنا ہو گئے۔

چوتھا سوال اور اس کا جواب

حضرت نوح علیہ السلام کی عمر کے متعلق آپ نے لکھا ہے۔ کہ بعض لوگ ان کی عمر ہزار برس پر عقلی دلائل سے اعتراض کرتے ہیں۔ جواب یہ ہے کہ اس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب چشمہ معرفت میں تفصیل سے بحث کی ہے۔ کہ حضرت نوح علیہ السلام کی عمر سے مراد ان کی قوم کی عمر ہے۔

پانچواں سوال اور اس کا جواب

یہ سوال کہ فیہا تحیون وفیہا تموتون ومنہا تخرجون کی آیت سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ انسان آخر کو اسی زمین سے قیامت کو اٹھیں گے۔ پھر کیا روح کا تعلق اس زمین سے رہتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ ہاں رہتا ہے مگر روح کا مقام خدا تعالےٰ نے اور بنایا ہے یہ ظاہری قبر نہیں۔ مگر اس قبر سے اس کا ایک گہرا تعلق رہتا ہے۔ حتیٰ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اگر کوئی کسی قبر پر دعا کرنے جائے۔ تو اس کے پاؤں کی آہٹ بھی وفات یافتہ کو بعض دفعہ سنائی دیتی ہے۔

چھٹا سوال اور اس کا جواب

ایک سوال آپ کا یہ ہے۔ کہ کیا وتر اس طرح پڑھے جا سکتے ہیں۔ کہ تینوں رکعتیں اکٹھی پڑھی جائیں اور درمیان میں دو رکعتوں کے بعد تشہد نہ بیٹھا جائے۔ جواب یہ ہے۔ کہ وتر کا صحیح طریق یہ ہے۔ کہ دو رکعت پڑھ کر تشہد بیٹھے سلام پھیر دے۔ پھر کھڑا ہو کر ایک رکعت پڑھے۔ اور التحیات کے بعد سلام پھیرے۔ یا دوسری رکعت کا تشہد پڑھ کر کھڑا ہو جائے۔ اور تیسری رکعت پڑھے۔ اور تشہد

بیگو سرائے ضلع مونگھیر میں احمدیت کی شاندار فتح

عرصہ تقریباً ایک ماہ کا ہوتا ہے کہ مولوی نظام الدین صاحب مبلغ سلسلہ امارت شرعیہ پھلواری (بہار) مولوی نصیر الدین صاحب وکیل پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ بیگو سرائے سے ملے اور مسئلہ حیات ممات عیسیٰ علیہ السلام پر مناظرہ کرنے کا چیلنج دیا جسے مولوی نصیر الدین صاحب نے بخوشی منظور کر لیا۔ شرائط تحریری منجانب فریقین یہ طے پائے۔ کہ مولوی نظام الدین صاحب حیات مسیح از روئے قرآن و احادیث و اقوال بزرگان سلف ثابت کریں گے ورنہ اس عقیدہ سے تائب ہو جائیں گے۔ اسی طرح مولوی نصیر الدین احمد صاحب نے بھی یہ شرط منظور کر لی کہ بصورت وفات مسیح از روئے قرآن و احادیث و اقوال بزرگان نہ ثابت کرنے کے اس عقیدہ سے تائب ہو جائیں گے۔ غرض جلسہ مناظرہ ۴ ستمبر بعد نماز مغرب بمدرسہ دار السلام منعقد ہوا۔ جس میں سامعین کی کافی تعداد تھی۔ جلسہ کے صدر مولوی منظور احسن صاحب جو غیر احمدی طبقہ کے ایک معزز آزاد خیال وکیل ہیں۔ مقرر ہوئے جناب صدر صاحب موصوف کی اس تحریک پر کہ چونکہ مولوی نصیر الدین احمد صاحب کو عام مسلمانوں کے عقیدہ کے خلاف یہ ثابت کرنا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات یافتہ ہیں اس لئے ابتدائی تقریر ان کو کرنی چاہیے۔ مولوی نصیر الدین صاحب نے بیان کیا کہ فریقین کی سہولت و سامعین کی آسانی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں ایک دلیل پیش کروں گا۔ فریق مخالف اس کی تردید کرے۔ اس طرح میری طرف سے تمام دلائل پیش ہو جانے کے بعد فریق ثانی ایک ایک دلیل اپنی پیش کرے۔ اور میں اس کی تردید کروں۔ یہ طریق منظور کر لیا گیا۔

اس کے بعد مولوی نصیر الدین صاحب نے وفات مسیح ثابت کرنے کی غرض سے ایک آیت قرآنی پیش کی جس کی مولوی نظام الدین صاحب قطعاً تردید نہ کر سکے اس پر سامعین میں سے مولوی عبد العزیز صاحب مدرس مدرسہ دربھنگہ۔ مولوی یحییٰ صاحب مدرس مدرسہ دار السلام و مولوی محمد سافی صاحب مدرس لکھمینہ کھڑے ہو گئے اور کہا کہ ہمارے مناظر صاحب نے کافی تردید نہیں کی۔ اس لئے ہم لوگوں کو جواب دینے کی اجازت دی جائے لیکن جناب صدر نے شرائط و قرارداد تحریری کے موجب کہا کہ اس جلسہ میں غیر احمدیوں کی طرف سے صرف مولوی نظام الدین صاحب مناظر کو گفتگو کرنے کا حق ہے۔ اس گفت و شنید پر جلسہ میں برہمی پیدا ہو گئی۔ اور جناب صدر کو مجبوراً جلسہ ختم کر دینا پڑا۔ اور مولوی نصیر الدین صاحب کو بہ حفاظت چند ذمہ دار صاحبان کے ساتھ گھر تک پہنچا دیا۔

اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے۔ کہ احمدیت کو نمایاں فتح ہوئی۔ میں جناب صدر کا بھی تہ دل سے شکر گزار ہوں کہ انہوں نے نہایت انصاف اور غیر جانبدارانہ سلوک روا رکھا۔ خاکسار:۔ حکیم عبد الہادی سکرٹری انجمن احمدیہ بیگو سرائے ضلع مونگھیر

لائبریری کی ضرورت

ڈیرہ دون میں عرصہ سے ایک لائبریری کی ضرورت محسوس کی جا رہی ہے۔ لیکن مقامی فنڈ کے کمزور ہونے کی وجہ سے یہاں کی جماعت لائبریری کے لئے کتب فراہم نہیں کر سکتی۔ اس لئے جماعت احمدیہ کے معزز حضرات کی خدمت میں عرض ہے کہ یہاں کی لائبریری کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور سلسلہ کے مصنفین کی کتب ارسال فرما کر ثواب حاصل کریں۔ اگر کوئی صاحب لائبریری فنڈ کے لئے نقد روپیہ دیں گے تو شکریہ کے ساتھ قبول کیا جائے گا۔

خاکسار:۔ خواجہ عبد الحمید سکرٹری تبلیغ انعام اللہ بلڈنگ نمبر ۸ اڈیرہ دون

نیشنل لیگوں کو ضروری ہدایات

(۱) باوجودیکہ کئی بار وضاحت سے اعلان کیا جا چکا ہے۔ پھر بھی کئی خطوط ایسے موصول ہو رہے ہیں۔ جن میں آل انڈیا نیشنل لیگ کے چندہ میں سے ۵۰ فی صدی حصہ کے متعلق استفسارات ہوتے رہتے ہیں۔ یاد رہے کہ جمع کردہ چندہ کا ۵۰ فی صدی آل انڈیا نیشنل لیگ لاہور کو ماہوار بلا تامل روانہ کر دیا جایا کرے۔ باقی ۵۰ فی صدی مقامی ضروریات کے لئے خرچ کیا جا سکتا ہے مگر اس میں سے بھی حسب گنجائش مرکزی لیگ کے پاس بھیج دینا چاہیئے۔

(۲) ہدیہ جات کو نیشنل لیگیں اپنے چندوں میں شامل نہ کریں بلکہ وہ تمام کے تمام آل انڈیا نیشنل لیگ کے دفتر میں آنے چاہئیں۔ جو شخص لیگ کا ممبر نہیں۔ اس سے خاص طور پر ہدیہ وصول کیا جا سکتا ہے۔

(۳) نئی اردو دو سو رسیدوں کی کتابیں جلد چھپ جائیں گی۔ اس لئے جو لیگیں منگوانا چاہیں۔ ۵ ریا ۹ ر ارسال فرما کر حسب ضرورت رسید بکیں حاصل کر سکتی ہیں

(۴) خط و کتابت کرتے ہوئے اور خاص طور پر منی آرڈر کے ذریعہ روپیہ بھیجتے ہوئے کوئی نام بالکل تحریر نہ فرمائیں بلکہ صرف سیکرٹری آل انڈیا نیشنل لیگ بیرون دہلی دروازہ لاہور لکھا جائے۔

(۵) یاد رہے کہ لیگ کی تین شاخیں نہیں۔ بلکہ صرف ۲ ہیں یعنی سیاسی اور اقتصادی۔ مؤخر الذکر کے لئے کور کی ضرورت ہے۔ تاکہ رفاہ عام کا کام بھی اس کے ذریعے کیا جا سکے۔ نیشنل لیگ کور کے ممبران کو رضا کار بھی کہا جاتا ہے۔ اس لئے لیگ کے دونوں شعبوں کے لئے علیحدہ علیحدہ فہرست ارسال کی جائے۔ ہو سکتا ہے کہ بعض دوست سیاسی شعبہ میں تو داخل ہوں مگر اقتصادی میں نہ ہوں۔ اور یہ بھی ممکن ہے۔ کہ کوئی شخص اقتصادی شعبہ کا تو سرگرم ممبر ہو۔ مگر سیاسی شعبے میں قدم نہ رکھے۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ دونوں شعبوں کے لئے علیحدہ علیحدہ فہرستیں تیار ہوں۔

خاکسار:۔ ملک سعید احمد بی۔ اے سکرٹری آل انڈیا نیشنل لیگ لاہور

"زمیندار" کے نامہ نگار کا دروغ بے فروغ

۲۸ اگست ۳۵ء کو اخبار "زمیندار" میں ایک جھوٹے نامہ نگار کی طرف سے زیر عنوان "ایک قادیانی کا عبرت ناک انجام" ایک جھوٹی خبر بھائی شیر محمد صاحب مرحوم احمدی کے متعلق شائع ہوئی ہے۔ جس میں لکھا ہے۔ "مسلمانوں نے نہ تو اس کی نعش کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنے کی اجازت دی اور نہ اس کی نماز جنازہ میں شرکت کی۔ آخر متوفی کے ورثا نے قصبہ کاٹھگڑھ سے جو بلاچور سے ۵ میل کے فاصلہ پر ہے۔ مرزائیوں کو بلایا جنہوں نے تجہیز و تکفین کا بندوبست کیا اور میت کو ایک صندوق میں بند کر کے قادیان کے بہشتی مقبرہ میں پہنچانے کے لئے بطور امانت رکھ چھوڑا"۔ ان الفاظ میں صداقت کا کوئی شائبہ نہیں پایا جاتا۔ کیونکہ اصل واقعہ اس کے برعکس ہے جب بھائی شیر محمد صاحب مرحوم فوت ہوئے۔ تو ان کی تجہیز و تکفین کا بندوبست خود ان کے احمدی ورثا نے کیا اور نہ ہی انہوں نے کسی آدمی کو بھیج کر کاٹھگڑھ سے احمدیوں کو بلایا۔ جب مرحوم کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ تو احمدی احباب کے علاوہ کئی ایک غیر احمدی احباب بھی شامل تھے پھر متوفی کو قبرستان میں دفن کیا گیا اور کسی مسلمان نے ان کے دفن ہونے میں مزاحمت نہیں کی اور نہ ہی متوفی کو صندوق میں دفن کر کے بطور امانت رکھا گیا۔ اس واقعہ کے

احرار نے تمام مسلمانوں کو بے شعور بے عقل اور کوتہ اندیش قرار دیدیا

احرار کو اپنی ذلت و رسوائی کا کھلا کھلا اعتراف

احرار کی غداری اور قوم فروشی پر جمہور مسلمانوں نے بیزاری کا جو عظیم الشان مظاہرہ کیا ہے۔ اور جس رنگ میں احرار کو درسِ عبرت پڑھایا ہے۔ اس کا تقاضا تو یہ تھا۔ کہ احرار اپنے کئے پر نادم ہوتے۔ اور آئندہ کے لئے اطمینان دلاتے۔ کہ پھر کبھی اس قسم کی حرکت نہیں کرینگے۔ لیکن وہ کچھ ایسی پلید مٹی کے بنے ہوئے ہیں۔ کہ بجائے اپنے قصور کا اعتراف کرنے اور ملت فروشی سے باز رہنے کا یقین دلانے کے اپنے سوا تمام مسلمانوں کو عقل و شعور سے عاری اور سنِ بلوغت پر نہ پہونچے ہوئے اور طفلانہ حرکات میں مصروف رہنے والے قرار دے رہے ہیں۔ چنانچہ چودھری افضل حق نے "امیر شریعت مردہ باد" کے عنوان سے ۱۲ ستمبر کے "مجاہد" میں جو مضمون شائع کیا ہے وہ ان الفاظ سے شروع ہوتا ہے۔

"جب مینہ برس لیتا ہے۔ تو گلی بازاروں میں بچے کیچڑ پر پاؤں پسارے ہاتھوں سے مٹی کا مکان بناتے اور پاؤں سے گرا کر خوشی سے ناچتے ہیں۔ جوش کے جذبہ کی تکمیل اس وقت ان کی زندگی کا منتہائے مقصد ہوتا ہے۔ وہ تا دیر بنانے اور بگاڑنے کے شغل میں مصروف رہتے ہیں۔ تا آنکہ وہ سنِ بلوغت کو پہونچ جاتے ہیں۔ پھر دیر تک بنانا اور پل بھر میں ڈھانے کے عمل کو حرکتِ طفلانہ تصور کر کے اس سے مجتنب رہتے ہیں۔

مسلمان بھی قومی شعور کی ابتدائی منازل طے کر رہے ہیں۔ ابھی وہ بنانے اور بگاڑنے میں کچھ فرق نہیں جانتے۔ انہیں تو ابھی خوشیوں کی تکمیل چاہئے۔ ورنہ دور اندیشی کا زمانہ جب آئیگا۔ اس وقت بنا کر بگاڑنے میں خود تردد ہوگا۔"

ظاہر ہے۔ کہ چودھری افضل حق نے ہندوستان کے تمام مسلمانوں کو سوائے اپنے گلی بازار کے کیچڑ میں پاؤں پسارے کھیلنے والے بچے قرار دیا ہے۔ "ان کی زندگی کا منتہائے مقصد" "دیر تک بنانا اور پل بھر میں ڈھانا" بتایا ہے۔ ان کے تمام افعال اور ہر قسم کی جد و جہد کو "حرکتِ طفلانہ" ٹھہرایا ہے۔ "قومی شعور کی ابتدائی منازل طے کرنے والے" یعنی بالکل نادان اور بے شعور قرار دیا ہے اور بنانے اور بگاڑنے میں کچھ فرق نہ جاننے والے اور دور اندیشی سے محروم ٹھہرایا ہے سارے کی ساری قوم کو یہ خطابات کیوں عطا کئے گئے۔ صرف اس لئے کہ اس نے احرار کی غداری کے خلاف کیوں آواز اٹھائی۔ اور نام نہاد "امیر شریعت" مولوی عطاء اللہ کی ملت فروشی پر کیوں رنج و الم کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے

"سید عطاء اللہ کو جانتے ہو۔ وہی جس کے ہاتھ پر حضرت مولٰنا سید انور شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے سب سے اول بیعت کی۔ اور پانچ سو علماء نے لاہور کے مجمع عام میں جس کے ہاتھ میں ہاتھ دیا۔ وہی جو چالیس برس کی عمر میں پانچ دفعہ حکومت کے عتاب کا شکار ہو کر برسوں جیل کاٹ چکا ہے۔ ہندوستان کی چالیس کروڑ کی آبادی میں جس کی ٹکر کا ایک خوش بیان نہیں۔ جس جادو بیان کے لفظ لفظ پر ہر مجمع میں ہزاروں آدمی آمادہ عمل ہو جاتے ہیں۔ وہ آج راولپنڈی میں مردہ باد کا مستحق قرار پایا۔ کیوں اس لئے کہ قوم نے ابھی عقل کے تابع ہونا نہیں سیکھا ابھی اسے ہاتھوں سے بنانے اور پاؤں سے گرانے کا عمل مرغوب ہے۔"

جو لوگ عطاء اللہ صاحب کو پہلے نہیں جانتے تھے۔ وہ اب ضرور جان گئے۔ مگر راولپنڈی کے لوگ تو مدتوں سے جانتے ہیں۔ خاصکر اس وقت سے جبکہ انہوں نے جامع مسجد میں وہ کارنامہ سرانجام دیا تھا۔ جس کا ذکر تھوڑا ہی عرصہ ہوا۔ معاصر "سیاست" میں آ چکا ہے۔ پھر ان سے گلہ کیا۔ اور ایسی باتوں کے بیان کرنے سے کیا فائدہ جن میں کوئی حقیقت نہیں۔ سید انور شاہ صاحب اب دنیا میں موجود نہیں۔ ورنہ کیا معلوم وہ بھی پیر جماعت علی شاہ صاحب کے ہمنوا ہو کر مولوی عطاء اللہ پر لعنت بھیجتے۔ باقی رہے پانچ سو علماء کا بیعت کرنا اول تو یہ محض گپ ہے۔ دوسرے کیا انہوں نے عطاء اللہ صاحب کو یہ پٹہ بھی لکھ دیا تھا۔ کہ اب تم خواہ کچھ کرتے رہو۔ تمہاری امارت کا طوق ہمارے گلے سے نہیں اتر سکے گا۔ برسوں جیل کاٹنے والے بیسیوں مارے مارے پھر رہے۔ اور اسے قوم فروشی اور نفس پرستی کی آڑ بنائے ہوئے ہیں۔ چالیس کروڑ انسانوں میں سے اگر کوئی جادو بیان نہیں۔ تو پھر اب اس کی جادو بیانی کہاں چلی گئی۔ اور وہ کیوں ہر جگہ ذلیل و رسوا ہو رہا ہے۔ اور چودھری افضل حق کو اس پر ماتم کرنا پڑا ہے۔ نہایت ڈھٹائی کے ساتھ کہدیا گیا ہے۔ کہ قوم نے ابھی عقل کے تابع ہونا نہیں سیکھا۔" لیکن اگر یہ درست ہے۔ تو پھر کہاں کا "امیر شریعت" اور کس کی "امارت"۔ وہ تو آج سے بھی چند سال پہلے کی بات ہے اسی کو کیوں نہ بے عقلی کی پیداوار بے عقل کے لئے دستار سمجھ لیا جائے

اصل بات یہ ہے مسلمانوں کو یہ کٹی جلی اس لئے سنائی جا رہی ہیں۔ کہ انہوں نے احرار کے ابولھول "امیر شریعت" کو پاش پاش کر کے رکھدیا ہے۔ اور اس کی جگہ "امیر ملت" منتخب کر چکے ہیں۔ احرار کے کلیجہ میں یہ زخم جس قدر کاری لگا ہے۔ اور جس طرح اس کی وجہ سے وہ تلملا اٹھے ہیں۔ اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے۔ کہ مندرجہ بالا تمہیدی نکات کے بعد چودھری افضل حق نے سارا مضمون اسی کے لئے وقف کر دیا ہے۔ اور عجیب عجیب رنگ میں اپنے دل کا بخار نکالا۔ اور اپنے امیر شریعت کی ذلت و رسوائی کو پیر جماعت علی صاحب کے سامنے پیش کر کے انہیں خوفزدہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ تاکہ وہ مسندِ امارت ترک کر دیں اور پھر وہ بلا شرکت غیرے عطاء اللہ صاحب کے قبضہ میں آ کر احرار کے لئے وجہ معاش پیدا کر سکے۔ چنانچہ لکھا ہے:-

شاہی حکومتیں جس طرح ایک بادشاہ کی تاجپوشی کا اعلان نہیں کرتیں۔ پہلے کی موت کا اعلان نہیں کرتیں۔ اسی طرح مسلمانوں نے کمال دور اندیشی سے امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ مردہ باد تب تک نہیں کہا۔ جب تک امیر ملت سید جماعت علی شاہ زندہ باد کا اعلان نہیں کر لیا۔ اس مصلحت بینی پر میں قوم کو مبارکباد دئے بغیر نہیں رہ سکتا مجھے قبلہ حضرت سید پیر جماعت علی شاہ صاحب کی امارت پر قلبی مسرت ہے۔ لیکن ڈر ہے تو یہ کہ امیر شریعت سے کیا وفا کی گئی۔ جو امیر ملت سے کی جائے گی۔ آج اس کی کل اُس کی باری ہے۔ سُنا نہیں۔ کہ دھلی کے بادشاہ گر سید جب کبھی کسی مغل شہزادے کے سر پر تاج رکھتے تھے۔ تو وہ رو دیتا تھا۔ کیونکہ جلد ہی تاج کے ساتھ سر بھی اُتار لیا جائے گا۔ ایسی طرح مجھے اندیشہ ہے۔ سید بخاری کے بعد سید علی پوری کی امارت بھی لاہور راولپنڈی کے بادشاہ گروں کے ہتھکنڈے ہیں۔ وہ دستار بندی کی رسم ادا کرتے ساتھ ہی عزت اتار لیتے ہیں۔ حضرت محدث علی پوری نے اگر ان متلون مزاج لوگوں کو نہیں آزمایا۔ وہ آزما کر دیکھ لیں۔ جب تک آپ عوام کی خواہشوں کی تعمیل کرتے رہینگے۔ زندہ باد ہوتا رہے گا۔ جہاں آپ نے اپنی رائے اور علم کو دخل دیا۔ مردہ باد ہو جائیں گے۔ پھر یہ لوگ کسی اور سادہ لوح کی تلاش میں نکلیں گے۔

تو نہیں اور سہی اور نہیں اور سہی

جو بندہ پائندہ۔ عارضی واہ واہ کے لئے مستقل بے عزتی مول لینے والے بیسیوں اور دُنیا میں موجود ہیں۔ کوئی نہ کوئی مل ہی رہے گا۔ جو آپ کی گدی پر بیٹھکر چند دن زندہ باد کے نعرے سُنکر خوش ہو لے۔ پھر عوام کے ہاتھوں ذلت اُٹھانے کے لئے تیار ہو جائے۔ قبلہ عالم آپ جانتے ہیں۔ کہ کس کی کرسی کھینچ کر آپ کو دی گئی ہے۔ عطاء اللہ شاہ کی۔ جو جیل کے باہر بھی جیل کی وردی پہنتا ہے۔ ابتداء میں بیوی کے ساتھ مل کر چکی پیستا رہا ہے۔ تاکہ جیل میں موٹا آٹا پیسنے پر ملامت نہ ہو سکے یہ سید آج مردہ باد ہے۔ امت کے ہاتھوں دوسرے سید کی عزت خدا محفوظ رکھے۔ حضور اس سید عطاء اللہ کے ہاتھ پر اول بیعت کرنے والے حضرت سید انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے بعد مولانا ظفر علیخاں

صاحب اور پنجاب کے صدہا علماء تھے۔ اور جناب کے ہاتھ پر سب سے اول بیعت کرنے والے مولانا اختر علی خاں اور ان کے رفقاء ہیں۔ ان میں سے کس کس کے نام گناؤں۔ یہ قصہ کوتاہ ہی بہتر ہے۔

کہتے ہیں نادان بات کرتا ہے۔ دانا سوچتا ہے۔ میں بھی نادانوں کی سی بات کرنا چاہتا ہوں۔ تاکہ دانا لوگ سوچیں۔ وہ یہ ہے۔ کہ مولانا اختر علی خاں نے تو حضرت پیر علی پوری کی امارت قبول کر لی۔ حضرت مولانا ظفر علی خاں سے ضرور پوچھ لیا ہوگا۔ جب سید عطاء اللہ شاہ کی امارت کو مولانا ظفر علی خاں نے اپنی رائے کے مقابلہ میں بے وقعت سمجھا۔ حالانکہ دونوں کے سیاسی اور مذہبی معتقدات بالکل ایک ہیں۔ تو مولانا موصوف حضرت پیر صاحب کی امارت کے کسے دن قائل رہ سکیں گے اگر ارباب بصیرت کے نزدیک آگ اور پانی کا ملاپ ممکن نہیں۔ تو مولانا کا پیر صاحب کی امارت میں تعمیر ملت کا کام کرنا کیونکر ممکن ہے۔ اگر حضرت مجدد اور محدث علی پوری کا بھی خدانخواستہ وہی حشر کرنا ہے۔ تو خدا را مسلمانو! اس فقیر گوشہ نشین کو اپنے مقام پر رہنے دو۔ فقیروں سے یہ مذاق اچھا نہیں کہ چند آدمی راولپنڈی میں بیٹھکر راولپنڈی کا نہیں۔ پنجاب کا نہیں بلکہ پورے ہندوستان کی ملت کا امیر بنا لیں۔ پھر اس کے بعد سیاسی اور مذہبی اعتقادات میں رخنے نکالنے لگیں۔ اگر کسی گوشہ نشین کی تذلیل سے نہیں بچ سکتے۔ تو امیر کے لفظ کی عظمت کا خیال رکھو۔ شائد آئندہ نسلیں صدق دل سے کسی ایک لیڈر پر متفق ہو سکیں۔ اور ان کے سامنے ہمارے وقت کی مثال نہ ہو۔ کہ امیر اور امارت بازیچۂ اطفال بن کر رہ گئی۔"

ان سطور کے ایک ایک لفظ سے جہاں یہ ظاہر ہو رہا ہے۔ کہ احرار کو اپنی ذلت اور رسوائی کا کھلا کھلا اعتراف کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں رہا۔ وہاں یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ انہوں نے پیر جماعت علی شاہ صاحب کے انتخاب کو اپنے تابوت کے لئے آخری کیل تسلیم کر لیا ہے۔ اور کوشش کر رہے ہیں۔ کہ جس طرح بھی ممکن ہو۔ یہ کیل نکل جائے اور پھر وہ عروس امارت سے ہم آغوش ہو جائیں۔ لیکن ؎

این خیال است و محال است و جنوں

امرتسر میں احرار کا عبرتناک سیاپا

امرتسر ۱۲ ستمبر۔ گذشتہ شب چوک کٹڑہ حکیماں میں احرار نے اہل محلہ کو دھوکہ دے کر جلسہ کرنا چاہا۔ بعد نماز عشاء جب جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی۔ تو مولوی بہاء الحق قاسمی نے کھڑے ہوتے ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شان میں بدزبانی شروع کر دی۔ ایک غیر احمدی نوجوان نے کہا۔ مولوی جی پرسوں تو آپ چوک فرید میں کہتے تھے۔ کہ "احمدی بیلچہ پارٹی سے کروڑوں درجہ اچھے اور بہتر ہیں۔" آج آپ کیا جھک مار رہے ہیں۔ یہ بات سنکر مولوی صاحب بیلچہ پارٹی پر برس پڑے۔ جس سے لوگ سخت مشتعل ہو گئے۔ اور طرح طرح کے آوازے کسنے شروع کر دیئے۔ قاسمی نے کہا۔ لوگو! احمدیوں کو خوش نہ کرو۔ ہماری سر پھٹول سے اُن کے گھروں میں گھی کے چراغ جل رہے ہیں۔ مجمع نے کہا۔ تمہارے ایسے غداروں اور مسجد فروشوں سے احمدی اچھے ہیں۔ غرض چاروں طرف ہڑبونگ مچ گیا۔ اور لوگوں نے سینہ کوبی کے ساتھ احراریوں کا سیاپا شروع کر دیا۔ پیٹنا اور سینہ کوبی شروع کر دی محرم کی "پٹی" کرنے والوں کی طرح رانوں اور سینے پر ایک تال سے ہاتھ پڑتے اور باقاعدہ سُر کے ساتھ یہ آواز نکلتی۔ ہائے ہائے احرار ہائے ہائے ہائے ہائے کے بعد احرار کش اور غدار شکن نعرے لگتے۔ عطاء اللہ مردہ باد۔ حبیب الرحمٰن بوکا مردہ باد۔ الغرض نام بنام کہا جاتا۔ کہ احراری لیڈر مردہ باد۔ مجلس احرار مردہ باد۔ اس کے مقابلہ میں کہا جاتا۔ مولانا ظفر علی خاں زندہ باد۔ سید حبیب زندہ باد۔ اختر علیخاں زندہ باد۔ پیر جماعت علی شاہ زندہ باد۔

کشمکش میں احرار کا سٹیج ٹوٹ گیا۔ احراری غنڈوں نے ایک نیلی پوش کو چاقو سے زخمی کیا۔ جسے اُسی وقت چارپائی پر ڈال کر اس کے ساتھی تھانے لے گئے۔ اور وہاں رپورٹ

لکھانے کے بعد مرہم پٹی کرائی احراریوں کی حفاظت کیلئے بڑی بھاری تعداد میں پولیس کی جمعیت موجود تھی۔ تاہم احراری سر پر پاؤں رکھکر بھاگ گئے۔

جس وقت مولوی قاسمی اور دوسرے احرار پر لعن وطعن کا سلسلہ جاری تھا۔ ایک نوجوان جست کر کے سٹیج پر چڑھ گیا۔ قاسمی کی داہنی طرف ایک بہت اونچا اسٹول رکھکر اس پر کھڑا ہو گیا۔ اس نے مجمع کو مخاطب کر کے کہا۔ "کٹڑہ حکیماں کی پاک اسلامی زمین پر احرار کا منحوس اور نجس و ناپاک قدم کسی مسلمان کو گوارا نہیں ہے۔ کیوں مسلمانو! آپ کو اس امر سے اتفاق ہے؟" سب حاضرین نے سوائے احرار کے ایک ٹوڈوں کے متفق اللسان ہو کر کہا "آپ سچ کہتے ہیں کوئی مسلمان پسند نہیں کرتا۔ کہ احرار کا ناپاک اور دوزخی قدم یہاں پڑے۔" اس وقت احراری سٹیج کے ایک کونے میں دبک گئے۔ اور پولیس کے سایۂ عاطفت میں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر مجمع کو دیکھنے لگے۔ سامنے ایک پارٹی کھڑی ہو گئی۔ ایک شخص ایک پُرمعنی فقرہ کہتا۔ اور باقی اس کا موزوں جواب دیتے۔ اس موقع کے چند فقرات معہ جواب درج کئے جاتے ہیں

کہا جاتا: "تبلیغ کی آڑ میں چندہ کھانے والوں کا	جواب	"بیڑا غرق"
مسجد فروشوں کا	"	بیڑا غرق
ملک کا مال کھانیوالوں کا	"	بیڑا غرق
چندہ کے روپیہ سے مکان خریدنے والوں کا	"	بیڑا غرق
حرام خوروں کا	"	بیڑا غرق
مظلومین کوئٹہ کے نام سے روپیہ بٹورنے والوں کا	"	بیڑا غرق
یتیموں کا مال کھانے والوں کا	"	بیڑا غرق
کوئٹہ فنڈ سے پلاؤ کھانے والوں کا	"	بیڑا غرق
احراریوں کا	"	بیڑا غرق
تُلّا بخاری کا (مولوی عطاء اللہ صاحب)	"	بیڑا غرق
بوکے لدھانوی کا (مولوی حبیب الرحمٰن صاحب)	"	بیڑا غرق
چودہری بھجو کا (چودہری افضل حق صاحب)۔	"	بیڑا غرق
مذہب کی آڑ میں کونسلوں پر قبضہ کرنیوالوں کا	"	بیڑا غرق
وزارتوں کے خواب دیکھنے والوں کا	"	بیڑا غرق
بہاء الحق قاسمی۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کا	"	بیڑا غرق

اس موقعہ پر لوگوں میں سخت جوش پھیل گیا۔ بعض لوگ احرار کو مغلظ گالیاں دینے لگ گئے ایک احراری مولوی نے کہا۔ کہ یہ لوگ مرزائیوں کے روپے پر شور مچا رہے ہیں۔ اس پر لوگوں نے اس مولوی اور قاسمی کو ایسی ننگی گالیاں دیں۔ جنکے لکھنے کی تہذیب اجازت نہیں دیتی۔ پھر لوگوں نے کہا۔ کہ کوئٹہ فنڈ کا حساب دو۔ تبلیغ کانفرنس کے روپیہ کا حساب دو۔ مولوی قاسمی نے کس روپے سے مکان بنائے ہیں۔ تُلّے بخاری نے کہاں سے روپیہ لیکر مکان خریدا ہے۔ کیا یہ تھیٹر میں ملازمت کے زمانہ کا جمع کیا ہوا روپیہ ہے۔ یا تبلیغ کانفرنس کی آڑ میں روپیہ غریب مسلمانوں سے لوٹا ہے؟

پولیس نے لوگوں کو شور وشر کرنے سے منع کیا۔ تو انہوں نے کہا۔ احراری ہمارے بزرگوں کی ہتک کرتے ہیں۔ اس لئے ہم ان کی تقریر نہیں سننا چاہتے۔ ہم ان کی شکل دیکھنے کے روادار نہیں آخر احراری پولیس کی لاٹھیوں کی حفاظت میں اپنے گھروں کو چل دیئے۔ بعض نوجوانوں نے حسین میر کے گھر اور حسام الدین کی دوکان پر جا کر سیاپا کیا۔ (نامہ نگار از امرتسر)

اسی جلسہ کے متعلق "احسان" ۱۴ ستمبر لکھتا ہے:۔ "وعظ کے بہانے سے گذشتہ شب زیر صدارت عبد السلام ہمدانی مجلس احرار کا جلسہ کٹڑہ حکیماں میں منعقد ہوا۔ شیخ حسام الدین۔ بہاء الحق قاسمی۔ مسٹر بشیر احمد رضوانی جنرل سکرٹری سٹی کانگریس کمیٹی امرتسر۔ مولانا عبد الغفار آخر وغیرہ موجود تھے۔ احراریوں نیلی پوشوں اور خاکساروں کی بڑی بھاری اکثریت موجود تھی۔ بہاء الحق قاسمی پہلے مقرر جب نیلی پوشوں اور خاکساروں کے خلاف تقریر کرنے لگے۔ تو ایک ہنگامہ بپا ہو گیا۔ "وعظ کا بہانہ اور احرار کا پرچار" "مکھن چور ہو" "کوئٹہ ریلیف فنڈ کا روپیہ ہضم کر گئے ہو" "مسلمانوں سے غداری کی ہے" "روزنامہ احسان کی ضمانت ضبط کروانے والے تم ہو" "مجلس اتحاد ملت کے لیڈروں کو گرفتار کرانے والے تم ہو" "حکومت سے ملے ہوئے ہو" وغیرہ وغیرہ کے آوازے کسے اور

ہندوستان اور ممالکِ غیر کی خبریں

لدھیانہ ۱۰ ستمبر۔ اخبار پرتاپ ۱۳ ستمبر لکھتا ہے۔ ہسپتال روڈ پر چند مسلمان نوجوانوں نے احرار مردہ باد کے نعرے لگائے۔ وہاں ایک بالاخانے پر جو احراری جھنڈا لگا ہوا تھا۔ انہوں نے پھاڑ دیا۔ شہر میں ہر جگہ احرار کے خلاف چرچا ہو رہا ہے۔

عدیس آبابا ۱۱ ستمبر۔ شاہ اور ملکہ حبشہ جنگ چھڑ جانے کی صورت میں عدیس آبابا سے ڈیسے جو گلنڈالہ سے ۲۰۰ میل کے فاصلے پر ہیں چلے جائیں گے۔

لزبن (پرتگال) ۱۱ ستمبر۔ متعدد فوجی افسر اور پچاس آرسنل کے کارکن حکومت کے خلاف ایک خفیہ سازش کے الزام میں گرفتار کیے گئے ہیں۔

نتھیا گلی ۱۱ ستمبر۔ ہزارہ سرحد کے فسادات کے متعلق ایک کمیونک مظہر ہے کہ سرحد پر موجودہ شورش بیرونی فتنہ پسندوں کی پیدا کی ہوئی ہے جو پنجاب سے تعلق رکھتے ہیں۔

نیویارک ۱۱ ستمبر۔ گورنر نیویارک کی درخواست پر سکرٹری آف سٹیٹ نے چیف مجسٹریٹ نیویارک سے جس نے ایک فیصلہ میں پانچ ملزموں کو بری کرتے ہوئے ہر ہٹلر کی مذمت کی تھی۔ اس ضمن میں رپورٹ طلب کی ہے۔

شملہ ۱۲ ستمبر۔ آج اسمبلی میں ۶۱ کے مقابلہ میں ۷۱ ووٹوں کے تناسب سے کریمنل لا امینڈمنٹ بل پر غور کرنے کی تحریک مسترد کر دی گئی۔

راولپنڈی ۱۲ ستمبر۔ کل آدھی رات پولیس نے مولوی محمد اسحٰق صاحب مانسہروی پر کریمنل لا امینڈمنٹ ایکٹ کے ماتحت نوٹس کی تعمیل کرائی۔ آپ کو شہید گنج کانفرنس راولپنڈی نے یکم ستمبر کو نائب امیر ملت مقرر کیا تھا۔ آپ کو موٹر کار میں سوار کر کے فوراً گولی لے جایا گیا۔ اور حکم دیا گیا کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی اجازت کے بغیر اس جگہ سے باہر نہ جائیں اور نہ کسی پبلک جلسہ میں حصہ لیں۔ سید غلام مصطفیٰ جیلانی کو بھی گرفتار کر کے حصار لے جایا گیا ہے۔

مظفر پور ۱۰ ستمبر۔ بہار کے دریائے کمسن دتی میں پھر طغیانی آ گئی۔ باجپٹی سے بھی سیلاب کی اطلاع موصول ہوئی ہے پیری میں پانی چڑھ رہا ہے اور جنک پور روڈ اور باجپٹی کے درمیان ریلوے لائن ٹوٹ گئی ہے۔ دریائے گنڈک میں بھی پانی چڑھ رہا ہے۔

نیورمبرگ ۱۱ ستمبر۔ نیشنل سوشلسٹ پارٹی کی پانچویں کانگرس میں جس میں چار لاکھ افراد شامل ہوئے۔ ہٹلر کا ایک اعلان پڑھ کر سنایا گیا جس میں اس امر کو واضح کیا گیا۔ کہ جرمنی اب دنیا کے ہاتھ میں کٹھ پتلی نہیں وہ اپنی طاقت کے سہارے محفوظ کھڑا ہے۔ اور اس طاقت کو کمزور کرنے کے لئے کسی قسم کی کوشش کو برداشت نہیں کرے گا۔ نیشنل سوشلسٹ پارٹی کا ہرگز یہ ارادہ نہیں کہ وہ عیسائی مذہب کے خلاف لڑے لیکن وہ برداشت نہیں کرے گی کہ پس پردہ سیاسی سرگرمیاں جاری رکھی جائیں۔ یہودیوں کا ذکر کرتے ہوئے ہٹلر نے اپنے اعلان میں کہا کہ گورنمنٹ کی روا داری کے متعلق یہودیوں میں غلط فہمی پیدا ہو گئی ہے۔ اس لئے اب نازی گورنمنٹ کا فرض ہے کہ وہ بہت بڑے خطرہ کا مقابلہ کرنے کے لئے اپنے کام کو جاری رکھے پھر کہا ہم فوج کے ذریعہ جرمنی کو مضبوط کریں گے اور اسے یورپ میں قیام امن کا ذریعہ بنائیں گے۔

شملہ ۱۱ ستمبر۔ معلوم ہوا ہے کہ گورنمنٹ ہند کے موجودہ فنانس سکرٹری اس سال کے آخر سے پہلے بہار و اڑیسہ کے گورنر کی اگزکٹو کے ممبر ہو کر چلے جائیں گے۔ مسٹر ٹسن کا نام ان کے جانشین کے طور پر لیا جا رہا ہے اسمبلی کے حلقوں میں خیال کیا جاتا ہے کہ فنانس ممبر کے لئے یہ ایک موقع ہے کہ کسی موزوں ہندوستانی کو فنانس سکرٹری یا کم از کم جائنٹ سکرٹری منتخب کریں۔

نتھیا گلی ۱۲ ستمبر۔ مردان سب ڈویژن کے سوا باقی ضلع پشاور اور ضلع بنوں کے متعلق گورنمنٹ کا اعلان ہے کہ ان اضلاع میں ہیضہ کا زور ہے۔

لنڈن (بذریعہ ڈاک) ہاسوشلسٹوں کی بین الاقوامی بیورو کا جس میں دس ممالک کے نمائندے شامل تھے اجلاس منعقد ہوا۔ اور اٹلی کی جارحانہ کارروائیوں کے خلاف اٹلی اور اس کے اتحادیوں کا بائیکاٹ کرنے اور اٹلی اور اطالوی مقبوضات میں ترسیل اسلحہ کو روکنے کا پروگرام مرتب کیا گیا۔

لنڈن ۱۱ ستمبر۔ جنوری ۱۹۳۵ء سے کر بیکاروں کی تعداد میں بقدر ۳ لاکھ ستر ہزار کی کمی واقع ہو گئی ہے۔

برلن ۱۱ ستمبر۔ کل ہر ہٹلر نے مہاراجہ پٹیالہ کو ملاقات کا موقعہ دیا۔ چالیس منٹ کے قریب گفتگو ہوئی۔ جو اگرچہ دلچسپ تھی۔ مگر سیاسیات سے اس کا کوئی تعلق نہ تھا۔

کلکتہ ۱۱ ستمبر۔ مسٹر جی۔ بی گھوش ڈپٹی مجسٹریٹ کو فورتھ پریذیڈنسی مجسٹریٹ نے ہوڑہ پل کے کنارے موٹر بے احتیاطی سے چلانے کے الزام میں ۳۵ روپے جرمانہ یا بصورت عدم ادائیگی جرمانہ ایک ماہ قید کی سزا دی ہے۔

لنڈن ۱۱ ستمبر۔ وزیر ابر کریبنٹ نے ہوائی جہازوں کے پانچ نئے بیڑے بنانے کا اعلان کیا ہے۔ ان میں بم باری کرنے کا سامان بھی لگایا جائیگا۔

نئی دہلی ۱۱ ستمبر۔ ضلع رہتک سے ۱۵ سرکردہ کانگرسیوں کی گرفتاری کی اطلاع موصول ہوئی ہے۔ یہ گرفتاریاں ایک گاؤں میں پولیٹیکل کانفرنس منعقد کرنے کے سلسلہ میں ہوئی ہیں۔

شملہ ۱۲ ستمبر۔ مسٹر اپنے بھائی پرمانند اور سردار سنت سنگھ کل صبح مسٹر گلینسی پولیٹیکل سکرٹری سے ملاقات کرینگے اور ان کے سامنے ریاست لوہارو کے مصیبت زدگان کی شکایات پیش کریں گے۔

لنڈن ۱۱ ستمبر۔ آج صبح جنیوا میں لیگ آف نیشنز کی اسمبلی میں برطانیہ کے وزیر خارجہ سر سیموئل ہور نے ایک زبردست تقریر کی۔ جس میں اٹلی اور ایبے سینیا کے جھگڑے پر اظہار خیالات کرتے ہوئے کہا۔ اگر لیگ اپنے عزائم میں کامیاب ہوئی تو اس کا یہ مطلب ہے کہ اس کے ارکان متحدہ طور پر معاہدِ انجمن اقوام کے احترام کے لئے ہمہ تن مصروف ہیں۔ اور اگر لیگ اس بارے میں ناکام ہوئی۔ تو اس کے یہ معنے ہونگے کہ اس کے ارکان میں بھی معاہدات کی پابندی اور ان کے پورا کرنے کی قوت موجود نہیں۔ مزید برآں آپ نے لیگ کو برٹش گورنمنٹ کی حمایت کا یقین دلایا۔

نئی دہلی ۱۲ ستمبر۔ ہندوستان ٹائمز کا نامہ نگار مقیم بمبئی اطلاع دیتا ہے کہ مسٹر سی۔ وائی چنتامنی نے اخبار "لیڈر" کی ایڈیٹری سے استعفیٰ دیدیا ہے بیان کیا جاتا ہے۔ کہ استعفیٰ توہین عدالت کے مقدمہ کا شاخسانہ ہے۔

کوئٹہ ۱۱ ستمبر۔ وارڈ ۱ کے فرسٹ بلاک میں کھدائی کا کام سوموار کو شروع ہو جائے گا۔ اور کچھ دنوں کے اندر اندر بروس روڈ اور ارد گرد کی صفائی ہو جائیگی دوکانوں کے مالکوں کو ہر قسم کی سہولتیں بہم پہنچائی جا رہی ہیں۔ کئی تباہ شدہ اشخاص کو کوئٹہ جانے کے لئے ریلوے پاس دیے جاتے ہیں۔ اور کیمپ میں ان کی رہائش اور خوراک کا انتظام کیا گیا ہے ایک ماہ کے اندر اندر ۱۶۶ عمارتوں میں سے ۶ لاکھ ۷۷ ہزار ۵۰ ۶ روپیہ کی جائداد نکالی جا چکی ہے۔ سڑکوں اور بازاروں میں بھاگتی ہوئی جو عورتیں ہلاک ہو گئی تھیں۔ اسکاؤٹوں نے ان کے جسم سے بہت سے زیور اتار کر جمع کئے ہیں ان زیوروں کو علیحدہ علیحدہ پیکٹوں میں بند کر دیا گیا۔ اور ان کے اوپر تفاصیل لکھ دی گئی ہیں۔ اور کوشش کی جائے گی کہ انہیں ہلاک شدگان کے رشتہ داروں یا قانونی وارثوں کے حوالے کر دیا جائے۔

لاہور ۱۲ ستمبر۔ ۷ جون سے لاہور میں ہیضہ پھیل رہا ہے اس وقت تک ۲۳ کیس

(عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا) ایڈیٹر غلام نبی